www.KitaboSunnat.com



فاضل نوجوان محمد زبیر سپرا

# عالمی مسائل اور سوشلسٹ سرگرمیاں

## ◉ مشرق وسطیٰ ◉ بحرِ ہند

صدر ناصر کی وفات کے بعد قاہرہ کی قومی اسمبلی کے ۳۵۲ ممبروں نے وائس پریذیڈنٹ انوار السادات کو رسمی طور پر ملک کا نیا صدر چن لیا۔ مصری دستور کے مطابق یہ انتخابات ۶۰ دن کے اندر اندر ہونا تھا مگر یہ انتخاب ۹ دنوں میں کر لیا گیا۔ اس عجلت کی وجہ خواہ کچھ ہی ہو یہ بات تو عیاں ہے کہ حکومت کا کوئی اہل کار اس نازک وقت پر ایسی رائے نہیں دینا چاہتا تھا جو ایک طرف تو ان کے باطنی جذبات نفرت کی غمازہ ہو اور دوسری طرف اس مخالفت کی پاداش میں انھیں جن حالات کا سامنا کرنا ممکن تھا، اس کے لیے وہ تیار نہ تھے۔ اس کے علاوہ روس بڑی جلدی میں تھا۔ روسی وزیر اعظم نے جو ناصر کی وفات کے فوراً بعد قاہرہ پہنچے۔ انوار السادات، سابق وزیر اعظم علی صابری اور وزیر جنگ محمد فوزی سے بالترتیب تین لمبی لمبی ملاقاتیں کیں۔ باقی رہا ان ملاقاتوں کا پس منظر کیا تھا؟ اسے سمجھنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے

گزشتہ دنوں روس کی طرف سے نائب وزیر خارجہ ولادیمیر ایم ونوگریڈوو کو مصر میں سفیر مقرر کیا گیا۔ اسے آنجہانی سرجی اے کی جگہ پر مقرر کیا گیا تھا۔ ہمارے نزدیک اس کی اس تقرری سے بھی اس پس منظر کو سمجھنے کے لیے کافی مدد مل سکتی ہے۔

**نئی حکومت کے عزائم اور اسرائیلیوں کی پوزیشن** ادھر انوار السادات نے اسرائیل کے ساتھ عبوری جنگ بندی کا عرصہ گزر جانے کے بعد جنگ بہر حال لڑنے کا تہیہ کر رکھا ہے جب تک کہ اسرائیلی فوجیں ۱۹۶۷ء کی جنگ بندی لائن پر واپس لوٹ نہیں جاتیں۔ پھر محمود ریاض نے امریکی سامراج پر تنقید کرتے ہوئے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ اب مصر کس طرف رخ کرے گا۔

نیویارک میں گزشتہ دنوں چار بڑی طاقتوں کا غیر سفارتی اجلاس منعقد ہوا تھا جس میں مشرق وسطی کے بارے میں تصفیہ طلب امور پر بحث کی جانی تھی مگر امریکی نمائندہ صرف اس وجہ سے اجلاس سے واک آؤٹ کر گیا کہ اس نے پہلے یہ شرط رکھ دی تھی کہ وہ اس وقت تک اس اجلاس میں شریک نہیں ہوگا جب تک کہ نہر سویز سے روسی میزائل ہٹانے کی قرارداد منظور نہیں کی جائے گی۔ جب کہ محمود ریاض نے اعلان کر دیا تھا کہ نہر سویز سے ایک میزائل بھی نہیں ہٹایا جائے گا۔ یہ میزائل تقریباً تیس مقامات پر نہر کے ساتھ ساتھ لگے ہوئے ہیں اور وہ اسرائیل سے اتنے نزدیک ہیں کہ ان سے اسرائیل پر آسانی سے حملہ کیا جا سکتا ہے۔ ان مقامات کو اور قریب لایا جا رہا ہے اور ان میں اضافہ بھی کیا جا رہا ہے۔ جنگ بندی کے باوجود معمولی معمولی جھڑپوں کا سلسلہ جاری ہے اور دونوں طرف سے اقوام متحدہ میں شکایات پہنچائی جا رہی ہیں۔

صدر ناصر کی وفات، اور اردن میں خانہ جنگی کے واقعات سے اسرائیل کے کچھ حوصلے بلند ہوئے تھے مگر انوار السادات کی انتہا پسندی اور روس کی مسلسل امداد کی وجہ سے وہ اب خائف نظر آرہا ہے۔ دوسری طرف امریکہ کی طرف سے اسرائیل کی پشت پناہی اور مسلسل فوجی امداد کے علاوہ فوج کی افرادی قوت میں نازک اوقات کے دوران مغربی طاقتوں اور خود اسرائیل کے رضاکاروں کی خدمات کا سہارا اس کے لیے کسی وقت بھی کم دلی کا سبب نہیں بنا اسے یہ بھی معلوم ہے کہ امریکہ کا اس کے ساتھ اور روس کا عربوں کے ساتھ خلوص کس حد تک سچا ہے۔ پھر ۱۹۶۷ء کی جنگ میں جنگی منصوبہ بندی میں کون سی طاقت برتر رہی ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ عراق اور شام کی فوجی طاقتوں میں لڑنے کی صلاحیت اور معیار کیا ہے۔ اسے اگر ڈر ہے تو اردن کی شیر دل بری فوج سے ہے باوجود انتہائی کم وسائل کے اس میں لڑنے کی پوری پوری صلاحیت اور حوصلہ موجود ہے لہذا اسرائیل کی جنگی تیاریوں کا تمام تر مرکز مصر اور اردن کے محاذ پر ہے۔ مصر سے اس لیے خائف ہے کہ وہ طاقت کے لحاظ سے اس کا ہم پلہ ہے۔ چنانچہ اردن کے حوصلے پست کرنے کے لیے اس نے جارج حبش اور نائف حواتمہ



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جیسی عیسائی فلسطینی تنظیموں کو حریت پسند تنظیموں میں چھوڑ رکھا ہے۔ حقیقت میں اس طرح کی دیگر تنظیمیں جو اصل میں سامراجی طاقتوں کی ایجنٹ ہیں یہودیوں کے مشن کو پورا کرنے کے لیے سوشلزم کا لبادہ اوڑھ کر ان کی صفوں میں انتشار پیدا کر رہی ہیں۔

**عرب میں کمیونسٹ اور سامراجی تنظیموں کا ورود** سوال پیدا ہوتا ہے کہ تحریک آزادی میں کمیونسٹ اور سامراجی تنظیمیں کہاں سے اور کب داخل ہونا شروع ہوئیں۔ یہ ایک لمبی بحث ہے۔ صرف اتنا بتا دینا کافی ہے کہ تحریک آزادی جب صرف مظاہروں تک محدود تھی تو ان مظاہروں کے دوران اکثر اوقات خونریز تصادم بھی ہو جاتا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۲۰ء میں فلسطینی قوم پرست تحریک میں ایسے عرب باشندوں نے آنا شروع کر دیا جو کمیونسٹ اور بورژوائی طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے آنے کے بعد تحریک میں مختلف تبدیلیاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔ جولائی ۱۹۲۲ء میں فلسطین میں ان کی چھوٹی چھوٹی پارٹیاں ایک سیاسی پارٹی کی تشکیل کا باعث بنیں جسے استقلال پارٹی کے نام سے پکارا جانے لگا۔ اس جماعت کا بھی نعرہ وہی تھا جو آج ہمارے یہاں سوشلسٹ اور دیگر بائیں بازو سے تعلق رکھنے والی پارٹیاں لگاتی ہیں۔ جس کا بنیادی مقصد انگریزوں اور امریکی حکومتوں کو سامراج حکومتیں قرار دے کر ان کے خلاف مزید نفرت پھیلا کر کمیونسٹ اور سوشلسٹ حلقوں کی طرف سے یہ تاثر دلانا کہ وہی تمہاری حمایت کا دم بھرتی ہیں۔ انھوں نے اپنے ایک اعلان میں جاگیردارانہ قیادت پر نااہلی کا الزام لگایا۔ اور سامراج کے خلاف تشدد کے ذریعے تحریک کو اس کے اعلیٰ وارفع مقاصد حاصل کرنے کا اپنا مقصد قرار دیا۔

۱۹۳۳ء میں مظاہروں کی نوعیت بدل گئی۔ ان میں یہودیوں کی نسبت برطانیہ کے خلاف زیادہ زہر اگلا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۳۹ء میں تنظیم دو واضح دھاروں میں بٹ گئی۔ ان میں سے ایک کا تعلق دائیں بازو سے تھا جس میں موسیٰ عالمی، احمد شکیری اور دیگر مشہور و معروف لوگ شامل تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ عرب قوم کا پہلا فرض مغربی ملکوں کے ساتھ باہمی احترام و مساوات کی بنیادوں پر اپنے تعلقات استوار کرنا ہے۔ دوسری تنظیم کا تعلق بائیں بازو سے تھا۔ اس تنظیم میں کمیونسٹ یہودی بھی



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شامل تھے۔ عرب کمیونسٹوں نے یہودیوں سے الگ ہو کر لیگ۔ فار نیشنل لبرٹی کے نام سے ایک نئی جماعت قائم کر لی۔ ان کی نظر میں یہودیت نسلی نہیں بلکہ سیاسی مسئلہ تھا۔ اور وہ آزاد جمہوری فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے جدوجہد کے خواہاں تھے۔

بعد میں کئی فاشسٹ طرز کی نیم فوجی تنظیمیں معرض وجود میں آئیں۔ ان میں "نجدۃ" اور "فتوا" دو مشہور تنظیمیں شامل تھیں۔ اگرچہ یہ دونوں تنظیمیں مٹ گئیں لیکن اپنے پیچھے ایک ایسا سلسلہ چھوڑ گئیں جس کی کی کڑیاں آج کل کی تنظیموں سے ملتی ہیں۔ آپ کو یہ جان کر تعجب ہو گا کہ شاہ حسین کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کے لیے ان تنظیموں نے متعدد بار شاہ حسین کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے اور حملے کیے مگر ہر بار وہ ناکام رہے۔ حریت پسندوں سے موجودہ جنگ صدر ناصر کی "ایک تیر سے دو شکار" پالیسی کا نتیجہ تھا۔ اسے معلوم تھا کہ حریت پسند اس قوت کے مالک بن گئے ہیں کہ وہ شاہ حسین سے ٹکر لیں ایک طرف تو شاہ حسین کو تحریری طور پر کہا کہ حریت پسندوں کو کچل دو کیونکہ وہ مشرق وسطیٰ میں کسی بھی پالیسی پر ہمیں کام کرنے نہیں دیں گے۔ دوسری طرف حریت پسندوں کی پشت پناہی کی کہ کسی طرح اردن کی مملکت بھی سوشلسٹ عربوں کے زیر نگین آجائے۔ اس راز کے افشا پر صدر ناصر کے دل پر دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا جو شاہ حسین نے عرب کانفرنس میں دستاویزی ثبوت کے طور پر مہیا کیا۔

امریکہ اور روس کی مشرق وسطیٰ میں دلچسپی اور ان کے مسائل کو پیچ در پیچ اُلجھانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے اثر و نفوذ مٹا کر اس خطہ کو اپنی مطلب برآری کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ روس نہیں چاہتا کہ یہودیوں کا یہاں نام و نشان تک مٹ جائے اور نہ ہی امریکہ اس گمان میں ہے کہ وہ عربوں کو ملیامیٹ کر کے یہودیوں کو اپنے سر چڑھا لے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ امریکہ اور روس عربوں اور یہودیوں کے درمیان طاقت کا توازن اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں، جس کا بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ عرب اور اسرائیل دونوں مٹ جائیں گے۔ اور تاریخ پھر نئے سرے سے وہاں پر اپنے نئے دور کا آغاز کرے گی۔

---



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ دنیا کی سیاست پر دو قوتیں چھائی ہوئی ہیں۔ دونوں قوتیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور اندرونی نفاق رکھنے کے باوجود اس امر پہ متفق ہیں کہ کوئی تیسری قوت ابھر کر ان کے مدمقابل نہ آنے پائے۔ اس کے لیے ان کے آپس میں کچھ خفیہ معاہدے بھی ہیں جہاں بھی انھیں ایسی قوت کے ابھرنے کا خدشہ درپیش ہوتا ہے۔ وہاں جنگ مسلط کر دی جاتی ہے یا ان کو خانہ جنگی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے تاکہ اس قوت کو پنپنے کا موقع ہی نہ ملے۔ اس وقت انھیں سب سے زیادہ خدشہ چین اور اسلامی ملکوں سے ہے۔ چینی قوت کو ختم کرنے کے لیے ویت نام، کوریا اور کمبوڈیا وغیرہ کی طویل جنگیں دنیا کی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ ویت نام کو شمالی اور جنوبی ویت نام اور کوریا کو بھی شمالی اور جنوبی کوریا، جرمنی کو مشرقی و مغربی جرمنی میں تقسیم کرنا اور بندربانٹ کا پس منظر بھی پس ذہنیت ہے۔ ادھر ترکی کے لیے قبرص، عربوں میں فلسطین، پاک و ہند میں کشمیر ایسے مسائل ہیں جو کبھی پرامن بات چیت اور مناسب ذرائع سے حل نہیں ہو سکتے۔ ان کے لیے لازمی فیصلہ کن جنگوں کی ضرورت ہے۔ اس صورتِ حال سے یہ دونوں قوتیں دوسری قوموں کو بلیک میل کر رہی ہیں اور ہر محاذ آزادی پر انھوں نے اپنے ایجنٹ چھوڑے ہوئے ہیں اور ہر جگہ نام نہاد طاقت کا توازن قائم رکھنے کے لیے انھوں نے ایک ہی قسم کی قوم کو دو متحارب قوتیں بنا دیا ہے تاکہ یہ قومیں آپس میں لڑتی رہیں اور دنیا میں طاقت کی اجارہ داری ان کی رہے۔

اب برِ صغیر ہند سے برطانیہ کے جانے کے بعد دونوں قوتیں اس بات کا اندازہ کر رہی ہیں کہ کون یہاں پر مسلط ہوگا۔ سیاسی مبصروں کے خیال کے مطابق دونوں قوتوں میں اس بارے میں خاصی حد تک مفاہمت ہو چکی ہے لیکن درپردہ دونوں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں اور اپنی اپنی اجارہ داری کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اگر مفاہمت کی کوئی صورت پیدا ہوئی قوت کے سامنے دیوار کھڑی کرنے کے مقصد کے پیشِ نظر ہوگی۔ دونوں قوتیں چاہتی ہیں کہ برصغیر پاک و ہند پر چین کے اثرات نہ پڑنے پائیں لیکن پاک چین دوستی ان کے راستے میں حائل ہے۔ اس لیے برصغیر میں اپنا اثر و نفوذ ڈالنے کے دو طرح کے حربے استعمال کر رہے ہیں اور کریں گے۔ ایک تو یہ کہ کسی طرح دونوں ملکوں کے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



درمیان مشترکہ دفاعی معاہدہ ہو جائے یا مفاہمت کی کوئی اور صورت ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ ان دونوں ملکوں کے اندر خانہ جنگی کا بیج بو دیا جائے اور انھیں کمزور تر کر کے ان پر بتدریج جنگ مسلط کی جائے۔ جنگ کی صورت میں دونوں ملک چار و ناچار ان کی جھولی میں آگریں گے اور پھر ان سے جو چاہیں گے منوالیں گے۔ اس سلسلے میں حالات و واقعات گواہ ہیں کہ کیا کچھ نہیں کیا جا رہا۔ روس اس سلسلے میں اس مہم کو سر کرنے کے لیے نہایت تیزی کے ساتھ ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ حالی ہی میں افغانستان میں جنگی اہمیت کی بڑی شاہراہ کی تعمیر، جزائر نکوبار اور انڈیمان، سنگاپور میں بحری مراعات، بحیرۂ قلزم کے دہانے پر واقع سکوٹرا کے بے آباد جزیرے میں بحری ریڈار سٹیشن اور اسلحہ کے ڈپو کی تعمیر، جنوبی یمن میں روس کے فوجی اڈے کی تعمیر یہ سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ اگر روس بحرِ ہند پر اپنا تسلط جمانے میں کامیاب ہو گیا تو امریکہ کو اپنے مفادات کے پیش نظر روس سے مفاہمت کرنا پڑے گی تاکہ چین کی بحریہ کو اس کی حدوں سے تجاوز نہ کرنے دیا جائے لیکن روس کی یہ کوشش عالمی جنگ کا پیش خیمہ بھی بن سکتی ہے۔ کیونکہ امریکہ کبھی بھی روس کو مکمل طور پر یہاں مسلط نہیں ہونے دے گا۔ لامحالہ اسے برصغیر کے ملکوں کا سہارا لینا پڑے گا۔

---

# اعلان

ہمارے فاضل دوست جناب چودھری محمد زبیر صاحب نے ہمیں برائے اعلان یہ اطلاع بھیجی ہے کہ وہ اپنی شدید مصروفیات اور مضمون کی اہم تاریخی حیثیت کے سبب سے محدث کے شمارہ جنوری (۱۹۷۱ء) کے لیے اپنا مضمون (جو حریت پسندوں میں کمیونسٹ تنظیموں کے تعلق کے بارہ میں ہے) نہیں بھیج سکے جس کا وعدہ انہوں نے دسمبر ۱۹۷۰ء میں شائع شدہ مضمون بعنوان "مشرقِ وسطیٰ کا المیہ" کے آخر میں کیا تھا۔ اس وعدہ کا ایفاء وہ ان شاء اللہ جلد ہی کسی فرصت کے وقت میں کریں گے۔ ادارہ محدث "مضمون کے آنے پر قریبی اشاعت میں اسے ہدیۂ قارئین کر دے گا ان شاء اللہ

(ادارہ)



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ